بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ!

زید کی زمین پر بکر دو کانیں بنانا چاہتا ہے، بکر نے شرط لگائی کہ دوکانوں پر جتنا خرچہ آئے گا، وہ تمام خرچہ میں دوکانداروں سے کرائے کی صورت میں لوں گا، اور مزید دولاکھ روپے اپنے خرچہ سے زیادہ لوں گا، مثلاً اگر دوکانوں پر پچاس لاکھ (۵۰۰۰۰۰۰) روپے خرچہ ہوا، تو میں آپ سے باون لاکھ (۵۲۰۰۰۰۰) روپے لوں گا، زید بکر کی اس شرط پر راضی ہو گیا۔ نیز جب بکر اپنی رقم وصول کرلے گا، تو وہ دوکانیں زید کی ملکیت ہو جائیں گی، اور بکر دستبردار ہو جائے گا، اب سوال یہ ہے کہ زید اور بکر کا آپس میں اس طرح کا معاملہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

المستفتی: حافظ دلاور
۰۳۳۴۸۲۵۱۸۲۶

الجواب حامداومصلیا

صورت مسئولہ میں زید اور بکر کا آپس میں مذکورہ معاملہ کرنا عقد استصناع میں داخل ہے، مگر اس میں ثمن مجہول ہے، کیونکہ پہلے سے یہ متعین نہیں ہے: کہ کتنا خرچہ ہوگا، لہٰذا مذکورہ طریقہ سے معاملہ کرنا تو جائز نہیں، البتہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ زید بکر کو زمین پر دوکانیں بنانے کا ٹھیکہ دیدے، اور اس کے بدلے یہ طے کریں، کہ متعین مدت مثلاً پانچ سال تک دوکانیں بکر کے پاس رہیں گی، اور وہ ان سے کرایہ وصول کرے گا، اس کے بعد زید کے حوالے کردے گا، تو یہ معاملہ جائز ہو جائے گا، کیونکہ اس صورت میں یہ عقد استصناع ہوگا، استصناع کے طریقہ پر دوکانیں بکر تیار کرے گا، اور اس کا ثمن دوکانوں کی متعین مدت تک منفعت ہوگا، اور بیع میں جس طرح متعین مال ثمن بن سکتا ہے، اسی طرح منفعت بھی ثمن بن سکتی ہے، بشرطیکہ متعین ہو، اور اس میں جہالت فاحشہ نہ ہو، اور متعین سالوں تک دوکانوں کی منفعت کو ثمن بنانا درست ہے، کیونکہ اس میں جہالت نہیں، بکر پہلے اپنا خرچہ، نفع اور دوکانوں کے کرایہ کا اندازہ لگا کر یہ طے کرلے، کہ کتنی مدت میں وہ اپنا حق وصول کر سکتا ہے، اتنی مدت تک دوکانوں کی منفعت کو ثمن مقرر کر دیا جائے، تو یہ جائز ہے۔

فی فقہ البیوع(۶۰۷/۲)

وعلى هذا الأساس، يمكن تخريجُ العقود التى تُسمّى" عقود البناء والتشغيل" وحقيقةُ هذه العقود أن الحكومةَ تُفوّض بناء مشاريعِ الشّوارع العامّة، أوالجسور،أوغيرها من مشاريع البنية التحتيّة الى جهةٍ مختصةٍ تلتزم إنجاز المشروع فى مدّةٍ معلومة، وتمنحُها الحكومةُ حقَّ تشغيل هذه الشّوارع، أوالجسور،إلى مدّة معيّنة، والحصولِ على ما يدِرّ من دخل بتقاضى الرّسوم عن العامّة الّذين يستخدمونها بالمرورعليها.وبعد انقضاءتلك المدّة يُسلّم المشروعُ إلى الحكومة.وتكييفه

الفقہی أنّه استصناعٌ من قِبَل الحکومة، وثمنُه منفعةُ المشروعِ نفسِه إلی مدّة متّفق علیها بین الطّرفین.

وفیه ایضا(۱/۶۰۶)

یجوز أن یکون ثمنُ الاستصناع منفعةً،ولایجب أن یکون عیناً.لأن المنفعة تصلُح أن تکون ثمناً فی کُلٍّ من البیع والإجارة.

وفی بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة(۲/۱۳۵)

أمّا النوع الثانی، وهو: أن تبنی الجهة الصّانعة المشروع لصالح الدّولة،ولاتملکه بعد الاکتمال،وإنما تنتفع بتشغیله لمدة معلومة،فإن هذا العقد فی هذه الصورة استصناع من الدولة، وثمن الاستصناع منفعة المشروع التی ینتفع بها الصانع خلال مدة العقد.فقط واللہ اعلم بالصواب

وحید اللہ حقانی

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۲/۴/۱۴۴۳ھ

18/11/2021

الجواب صحیح

ریاض محمد

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۲/۴/۱۴۴۳ھ

الجواب صحیح

بندہ ضیاء الرحمن عفی عنہ

دارالافتاء تعلیم القرآن راولپنڈی

۱۲/۴/۱۴۴۳ھ

دارالافتاء
فتوی نمبر ۷۵۸۲۵
رجسٹر نمبر ۱۰۷
تعلیم القرآن راجہ بازار، راولپنڈی پاکستان

مفتی
تعلیم القرآن راجہ بازار، راولپنڈی پاکستان

رئیس دارالافتاء
تعلیم القرآن راجہ بازار، راولپنڈی پاکستان

راجہ بازار راولپنڈی